سوال

(69)میت کو اٹھانے کے حوالہ سے احکام

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ((من حمل میتا فلیتوضاو من غسل فلیغتسل))یعنی جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے اور جو غسل دے وہ غسل کرے۔ کیا یہ حکم وجوبی ہے استحبابی؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مندرجہ بالا حدیث سے جو استدلال لیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ مندرجہ بالا مسئلہ میں کوئی بھی حدیث پائے ثبوت تک نہیں پہنچتی کیونکہ سب روایات میں علت قادحہ موجود ہے اس لیے میت کے اٹھانے سے نہ وضو لازمی ہوتا اور نہ ہی غسل دینے والے پر غسل کیونکہ جو حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

((من غسل المیت فلیغتسل ومن حملہ فلیتوضا))

اس حدیث کو امام ابوداود نے اپنی سنن میں (کتاب الجنائز 'باب فی الغسل من غسل المیت 'رقم : ۳۱۶۱) میں ذکر کیا ہے عمرو بن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں عمرو بن عمر مجہول راوی ہے ۔

'کمافی التقریب '' اور جہالت شدید جرح ہے۔ کما لا یخفی علی ماہر الاصول

اسی طرح دوسری حدیث جو پیش کی جاتی ہے ۔

((عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من غسلہ الغسل ومن حملہ الوضوء یعنی المیت))

اس روایت کو امام الترمذی نے '' الجامع '' (کتاب الجنائز 'باب فی الغسل من غسل المیت 'رقم :933) میں ذکر کیا ہے یہ روایت بھی ضعیف ہے ۔ اس لیے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے ابوصالح جس کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے ۔ (کما قال الحافظ فی الفتح)

اس طرح ایک تیسری حدیث جو پیش کی جاتی ہے :

((عن عائشہ رضی اللہ عنہا اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل من اربع من الجنابۃ ویوم الجمعۃ ومن الحجامۃ ومن غسل المیت))

اس حدیث کوامام ابوداود نے اپنی سنن (رقم:3160) میں ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں مصعب بن شیبہ نامی ایک راوی ہے وہ

''لین الحدیث'' ہے اوراس روایت کوامام ابوزرعہ امام احمداورامام بخاری رحمہم اللہ نے ضعیف کہا ہے اورامام ابوداوداس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:حدیث مصعب ضعیف۔

اس طرح ایک چوتھی روایت پیش کی جاتی ہے :

((عن علی رضی اللہ عنہ قال :قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اَن عمک الشیخ الضال قدمات فمن یواری قال اِذہب فوادِاَباک ثم ولاتحدثن متحدثن حدثنا حتی تاتین فورایتہ ثم جئتہ فاَمرنی فاغتسلت ودعالی))

اس روایت کوابوداوداورامام نسائی نے اپنی ''السنن''میں ذکر کیا ہے لیکن یہ روایت بھی قابل قبول نہیں ہے کیونکہ ان کی سند میں ایک راوی اسحاق السبعی ہے وہ مدلس راوی ہے اورروایت کووہ عن کے ساتھ بیان کررہے ہیں اوراس کی تدلیس مرتبہ ثالثہ آئی ہے اورمرتبہ ثالثہ کے راویوں کہ روایت اس وقت تک قابل قبول نہیں ہے جب تک وہ سماع کی تصریح نہ کردے۔ کماقال الحافظ فی طبقات المدلسین

اوریہاں اگرہم اس روایت کو صحیح بھی مان لیں توہوسکتا ہے یہ غسل کاامر کافراورمشرک کے ساتھ مخصوص ہوکیونکہ قرآن پاک کی نص سے وہ نجس ہیں اوریہ حکم ہرمیت کےلیے نہیں ہے اوراگرہم حدیث کوعام بھی رکھتے ہیں توبھی امر استحبابی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں احادیث صحیحہ موجودہیں۔اسی طرح ایک اورروایت امام ابوداودنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن اسحاق مولی زائدہ کے طریق سے نقل کی ہے اورامام ابوداوداس روایت کے بعد فرماتے ہیں :

((قال ابوداودابوصالح بینہ وبین ابی ہریرۃ اسحاق مولی زائدہ ''))

اما بیہقی فرماتے ہیں : ''الصحیح انہ موقوف''اورامام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں''اراشبہ موقوف''قال ابوحاتم عن ابیہ الصواب عن ابی ہریرۃ موقوف

اورامام علی بن المدینی اورامام احمد بن حنبل فرماتے ہیں : ''لایصح فی ہذاالباب شیئ''یہ ہی قول امام ترمذی نے امام بخاری سے نقل کیا ہے۔

اورامام محمد بن یحیی ذہلی فرماتے ہیں : ''لاعلم من غسل یتا فلیغتسل حدیثاثابتا ولولزمنا استعمالہ ''

امام ابن المنذرفرماتے ہیں : ''لیس فی الباب حدیث یثبت ''

امام الرافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ''لم یصح علماء الحدیث فی ہذاالباب شیئا مرفوعا ''

امام ابن دقیق العیدفرماتے ہیں : ''احسنہا روایۃ سہیل عن ابیہ عن ابیہ ہریرۃ وہی معلولۃ وان صححہا ابن حبان وابن حزم ''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی بھی صحیح روایت نہیں ہے اگرکوئی یہ کہتا ہے کہ اس کے طریق جمع کرنے سے حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے لیکن ہرجگہ ضعیف حدیث کثرہ طرق کی وجہ سے حسن لغیرہ تک نہیں پہنچتی جس طرح حدیث ''من کان لہ امام فقراتہ لہ قراۃ ''اگرہم بھی مان لیں کہ یہ حدیث حسن درجہ کی ہے تب بھی یہ حکم وجوبی نہیں ہے صرف استحبابی ہے کیونکہ ایک حسن سند کے ساتھ روایت ہے۔

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علیکم فی میتکم غسل اِذا غسلتموہ اِن میتکم یموت لماہر اَولیس بنجس فحسبکم اَن یغسلوا اَیدیکم))(اخرجہ البیہقی فی کتاب الجنائز ج۳ ص۳۹۸)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

''تمہارے اوپر میت کو غسل دینے سے واجب نہیں ہوتا بے شک تمہاری میت پاک حالت میں انتقال کرتی ہے وہ ناپاک نہیں ہوتی (غسل دینے کے بعد) تمہارا صرف ہاتھ دھونا ہی کافی ہے۔''

اسی طرح دوسری حدیث ہے جس کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں نقل کی ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الجبیر میں کہا ہے۔ اسنادہ صحیح۔

((کنا نغسل المیت فمنا یغتسل ومنا من لا یغتسل))

''یعنی ہم میت کو غسل دیتے تھے تو ہم میں سے کوئی غسل کرتا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔''

اسی طرح ایک تیسری روایت سے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((منہا حدیث اسماء بنت عمیس إمرۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ إنہا غسلت أبا بکر الصدیق حین توفی ثم خرجت فسالت : من حضرہا من المہاجرین فقلت إنی صائمۃ وأن ہذا الیوم شدید البرد فہل علی من غسل قالوا لا)) (رواہ مالک فی المؤطا ص ۱۳۳)

''یعنی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زوجہ انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا جب ان کا انتقال ہوا پھر باہر آئی اور مہاجرین موجود تھے ان سے استفسار کیا کہ آج شدید سردی ہے اور میں روزے سے بھی ہوں کیا میرے اوپر غسل واجب ہے تو انھوں نے کہا نہیں۔''

جملہ دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ غسل کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 388

محدث فتویٰ